رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قیمت ششماہی اندرون ہندوستان ۶ روپیہ — قیمت ششماہی بیرون ہند ۹ روپیہ

جلد ۲۳ | ۴ رجمادی الثانی سنہ ۱۳۵۴ھ | یوم شنبہ | مطابق ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۵۵

یوں تو احرار شروع سے ہی جماعت احمدیہ کے خلاف عام لوگوں کو بھڑکانے اور اشتعال دلانے کے لئے حد درجہ کی غلط بیانیوں اور افترا پردازیوں سے کام لے رہے ہیں۔ لیکن جب سے مسلمانوں نے ان کی غداری اور ریاکاری کا پردہ چاک کر کے رکھ دیا ہے۔ اور ہر جگہ ان کو ذلیل و رسوا کر رہے ہیں۔ احرار نے ناکامی و نامرادی سے دوچار ہونے پر ہمارے خلاف بدزبانی۔ اور دروغگوئی میں اور زیادہ تیزی اختیار کر لی ہے۔ تا کہ مخالفت کے اس سیلاب کو جس میں احرار خس و خاشاک کی طرح بہے چلے جا رہے ہیں۔ کچھ نہ کچھ روک سکیں۔

احرار کی اس قسم کی شرمناک حرکات کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۳۰ اگست کو جو فیصلہ کن خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا ہے۔ وہ اس خیال سے شائع کیا جا رہا ہے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک خطبۂ جمعہ احرار کی صریح کذب بیانیوں کی تردید میں

خدا شاہد ہے۔ خانہ کعبہ ہمیں قادیان سے بدرجہا زیادہ محبوب ہے اور ہم مکہ اور مدینہ کی حفاظت کیلئے اپنی عزیز ترین چیزیں قربان کرنے کیلئے تیار ہیں

حق پسند اصحاب ٹھنڈے دل سے اس کا مطالعہ کریں۔ اور احرار کو مجبور کریں۔ کہ ان کے سامنے فیصلہ کی جو صورت پیش کی گئی۔ اسے قبول کر کے میدان میں نکلیں۔ یہ بھی کوئی انسانیت ہے۔ کہ الزام لگانے کے وقت تو ذرا شرم و حیا محسوس نہ کی جائے۔ لیکن جب فیصلہ کے لئے بلایا جائے۔ تو سامنے آنے کی جرأت نہ کی جائے۔ احرار نے اگر یہ طریق فیصلہ منظور کر لیا۔ تو خدا تعالیٰ حق و باطل میں ایسا فیصلہ کر دے گا۔ جو قرنوں تک دنیا کو یاد رہے گا۔ اور اگر منظور نہ کیا۔ تو لوگوں پر قطعی طور سے واضح ہو جائے گا۔ کہ احرار کا تمام کاروبار محض جھوٹ پر مبنی ہے۔ اور زود یا بدیر ان کے لئے تباہی لازمی ہے۔ خوف خدا رکھنے والے ہر شخص کو عاقبت کی فکر کرنی چاہیئے۔ اور احرار کے پھندے میں پھنس کر دین و دنیا کی رسوائی نہیں خریدنی چاہیئے۔

مدینۃ المسیح

قادیان یکم ستمبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے حضور کی صحت اچھی ہے ؛

یہ خبر خوشی اور مسرت سے سنی جائیگی۔ کہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے ہاں خدا تعالےٰ کے فضل سے ۳۱ اگست کو دختر نیک اختر تولد ہوئی۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ایک مبارک وجود کے اضافہ پر جماعت کی طرف سے تہ دل سے مبارکباد عرض کی جاتی ہے۔ اس خوشی میں یکم ستمبر مرکزی دفاتر میں تعطیل منائی گئی

صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ کو ابھی خفیف سی حرارت ہو جاتی ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا جاری رکھیں

سری کرشن جی کے یوم ولادت پر جماعت احمدیہ لکھنؤ کا جلسہ

احمدیہ دار التبلیغ و دار المطالعہ واقع ۳۲ امین آباد پارک میں جماعت احمدیہ لکھنؤ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۱ اگست ۶ ½ بجے شام ایک جلسہ سری کرشن مہاراج کا یوم ولادت منانے کے لئے زیر صدارت مولوی علی محمد صاحب اجمیری منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی۔ ازاں بعد سوامی رام خرمانند صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد مولوی عبد الغفور صاحب نے سری کرشن جی کے متعلق جماعت احمدیہ کے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا۔ کہ اسلام کی تعلیم کی رو سے ہم انہیں خدا کا نبی یقین کرتے ہیں۔ جو سرزمین ہندوستان کے کروڑوں باشندوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کئے گئے تھے۔ آپ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ کہ سری کرشن جی کے متعلق بعض ایسے قصے مشہور ہیں۔ جن سے ان کی ذات پر الزام آتا ہے۔ انہیں ہم درست تسلیم نہیں کرتے۔

آپ کے بعد سید ارتضیٰ علی صاحب نے انگریزی میں تقریر کی۔ آپ نے بتایا۔ کہ اسلام دنیا میں عالمگیر اخوت و محبت کا پیغام لے کر آیا۔ اور اس نے تمام مذاہب عالم کے بانیوں کو سچا مانا ہے۔ اور ان کی نبوت و رسالت کو برحق قرار دیا ہے سری کرشن جی مہاراج اور سری رامچندر جی جو ہندو قوم کے بلند پایہ ریفارمر تھے۔ گروہ انبیاء کے ممتاز افراد میں سے تھے۔ قرآن مجید اور بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے ان بزرگوں کی نبوت کی تصدیق

آل انڈیا نیشنل لیگ کا ضروری اعلان

ماتحت لیگیں جلد متوجہ ہوں تا کہ عملی قدم اٹھایا جائے

آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور کے جلسہ میں ماتحت لیگوں کے نمائندوں کو ۳۱ اگست تک مہلت دی گئی تھی۔ کہ اپنی اپنی لیگ کے ممبروں اور عہدیداروں کی فہرستیں بھیج دیں۔ لیکن تا حال کئی ایک لیگوں نے اس کی تعمیل نہیں کی۔ علاوہ ازیں ضلع گورداسپور ہوشیارپور اور سیالکوٹ کی احمدی جماعتوں پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو یہ ذمہ واری ڈالی تھی۔ کہ پانچ ہزار لیگ کے ممبر وہ مہیا کر دیں یہ بھی ابھی تک پوری نہیں ہوئی۔ گو اس وقت تک کی پنجاب کی اطلاعات کے رو سے ممبران لیگ کی تعداد پانچ ہزار سے بڑھ چکی ہو۔ تاہم مذکورہ بالا اضلاع کا فرض ہے۔ کہ جلد سے جلد یہ تعداد پوری کریں۔ اور اگر تمام جماعتیں کوشش کریں۔ تو یہ کوئی بڑی بات نہیں قادیان کی نیشنل لیگ کو تو یہ نوٹس دیا جا چکا ہے۔ کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر تمام ضلع کی لیگوں کے ممبران کی مکمل فہرست مہیا کرے۔ ورنہ اس کے متعلق سخت نوٹس لیا جائے گا۔ ضلع ہوشیارپور اور سیالکوٹ کی احمدی جماعتوں کو چاہئیے کہ وہ بھی بیدار ہوں۔ چونکہ احرار ہر جگہ ذلت و رسوائی سے دوچار ہونے کی وجہ سے آج کل پہلے سے بھی زیادہ شرمناک طور پر جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے مقدس خاندان کے خلاف بد زبانی اور بدگوئی کر رہے ہیں۔ اور جماعت کے وقار اور عزت کو مٹانے کے لئے انسانیت کو بالکل بالائے طاق رکھ چکے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ آل انڈیا نیشنل لیگ جلد سے جلد کوئی عملی قدم اٹھائے۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ جو تنظیم مدنظر ہے۔ وہ مکمل ہو جائے۔ پس ماتحت لیگوں کو فوراً متوجہ ہونا چاہیئے ؛

خاکسار۔ بشیر احمد بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی صدر آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روزافزوں ترقی

۲۹ اگست سے یکم ستمبر ۱۹۳۵ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے ؛

نمبر	نام	نمبر	نام
۱	شمس الدین صاحب ضلع ٹیرا بنگال	۶	خاتم النساء صاحبہ ضلع ٹیرا بنگال
۲	جمیلہ خاتون صاحبہ " "	۷	سوراج علی صاحب " "
۳	وحید النساء صاحبہ " "	۸	ایناں بی بی صاحبہ ضلع گورداسپور
۴	وحید الدین صاحب " "	۹	فضل حسین صاحب ضلع میرپور
۵	جلال الدین صاحب " "		

انجمن ہائے احمدیہ ضلع گجرات کو ضروری اطلاع

ضلع گجرات کی تمام جماعتوں کے کارکنوں کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وقت کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے جلد از جلد اپنے اپنے ہاں نیشنل لیگ قائم کریں۔ اور ممبران اور عہدیداران نیشنل لیگ کی مکمل فہرست بھیجدیں۔ تا کہ آل انڈیا نیشنل لیگ کو اطلاع دے کر کام شروع کر دیا جائے۔ فہرستوں کا ایک ہفتہ کے اندر اندر پہونچنا نہایت ضروری ہے۔ امید ہے۔ کہ احمدی احباب ضلع گجرات پوری توجہ سے نیشنل لیگوں کے قیام اور استحکام کی طرف متوجہ ہوں گے۔ خاکسار مرزا اکرم بیگ گڑھی شاہ دولہ۔ گجرات

بیرون پنجاب کی احمدی جماعتیں

علاقہ یو۔ پی۔ بہار۔ بنگال مدراس اور بمبئی کی احمدی جماعتوں کے متعلق اخبار میں جو اعلان کیا گیا تھا۔ اس پر بعض مقامات کی جماعتوں نے نیشنل لیگ قائم کرنے کی اطلاع دی ہے۔ لیکن ابھی تک بہت سی انجمنوں کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں پہنچی۔ ان کے ذمہ وار اصحاب کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ کام کی اہمیت اور وقت کی نزاکت کو پوری طرح محسوس کرتے ہوئے بغیر کسی قسم کے توقف کے توجہ فرمائیں۔ اور اپنے اپنے ہاں نیشنل لیگ قائم کر کے اور اس کے عہدہ دار مقرر کر کے مرکزی نیشنل لیگ سے الحاق کی درخواست بھیجدیں۔ خاکسار بشیر احمد صدر آل انڈیا نیشنل لیگ ۱۲ ٹمپل روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۴ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ

خطبہ جمعہ

رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عقیدت اور خانہ کعبہ کی عظمت کی خاطر احرار کو مباہلہ کا چیلنج

انگریز ہوں۔ یا کوئی اور عرب کے معاملہ میں ہم کسی کا لحاظ نہیں کر سکتے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۰ اگست ۱۹۳۵ء

سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی ہدایت کے لئے آج تک ہزارہا انبیاء اور مامورین بھیجے ہیں بلکہ بعض احادیث سے

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء

کا پتہ لگتا ہے۔ وُہ روایت اس پایہ کی ہو یا نہ ہو۔ کہ اس پر کسی عقیدہ کی بنیاد رکھی جاسکے اس میں شُبہ نہیں۔ کہ دُنیا کے مختلف گوشوں اور کونوں میں جس طرح

ہدایت کے سامان

نظر آتے ہیں۔ جس طرح ایسے لوگوں کی یاد تازہ نظر آتی ہے۔ جنہوں نے بندوں کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے اپنی عمریں صرف کر دیں۔ اس پر قیاس کرتے ہُوئے ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے بھی زیادہ انبیاء کا وجود تسلیم کرنا کوئی

خلافِ عقل بات

معلوم نہیں ہوتی۔ وُہ انبیاء جو مختلف اقوام کی ہدایت کے لئے مختلف زمانوں میں آئے اپنے اپنے زمانہ کے مطابق اُن کی

تعلیموں میں اختلاف

تھا۔ چنانچہ اُس قسم کی نماز جس کا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے متبعین کو حکم دیا حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں نہیں پڑھی جاتی تھی۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کی بتلائی ہوئی نماز کے حضرت شعیب تابع نہیں تھے۔ اور نہ حضرت صالح اور حضرت ہُود وُہ نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ جنہیں بنی اسرائیل بجالایا کرتے تھے۔ نہ اس قسم کی نمازیں اسلام میں مقرر کی گئی ہیں۔

روزے بے شک تمام دُنیا میں رکھے جاتے رہے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ۔ یعنی اگر تمہیں روزے رکھنے کے لئے کہا گیا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ پہلے لوگوں پر بھی روزے رکھنے تمہاری طرح فرض تھے۔ مگر اس میں کیا شُبہ ہے۔ کہ

روزوں کی شکل میں اختلاف

تھا۔ اور وُہ اختلاف آج تک نظر آتا ہے کہیں اس قسم کے روزے ہُوا کرتے تھے جنہیں

وصال

کہتے ہیں۔ کہ درمیان میں سحری نہ کھانا۔ اس قسم کے روزوں میں صرف شام کے وقت روزہ کشائی کی جاتی۔ اور دوسری سحری نہ کھا کر متواتر آٹھ پہر روزہ رکھا جاتا۔ کہیں ایسے روزے ہوتے۔ کہ روزہ کشائی بھی نہ ہوتی۔ اور تین تین۔ چار چار۔ پانچ پانچ دن متواتر روزہ رکھا جاتا۔ ایسے روزے بھی پائے جاتے ہیں جن میں لوگوں کو

ہلکی غذا کھانے کی اجازت

دی گئی ہے۔ مگر ٹھوس غذاؤں سے منع کیا گیا ہے۔ جیسے ہندوؤں یا عیسائیوں میں روزے ہوتے ہیں۔

ہندوؤں کے روزوں کے متعلق تو عام طور پر مشہور ہے۔ کہ ان کا روزہ صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ

آگ پر پکی ہُوئی چیز

نہیں کھانی۔ اس کے علاوہ اگر وہ کئی سیر آم کیلے۔ اور نارنگیاں کھا جائیں۔ تو اُن کے روزہ میں فرق نہیں آتا۔ روٹی اور سالن کو چھوڑ کر باقی جو چیز چاہیں۔ کھالیں۔

پھر اس سے بھی آسان روزے رومن کیتھولک عیسائیوں میں پائے جاتے ہیں آخر انہوں نے بھی اپنی کسی

مذہبی روایت کی بناء پر

ہی یہ روزے رکھنے شروع کئے ہونگے۔ یا کسی حواری سے کوئی بات پہونچی ہوگی۔ ان کا روزہ یہ ہوتا ہے۔ کہ گوشت نہیں کھاتا۔ اگر وُہ آلو اُبال کر یا کدو کا بھرتہ بنا کر دس پندرہ روٹیاں اس کے ساتھ کھائیں۔ تو ان کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اگر گوشت کی بوٹی اُن کے معدے میں چلی جائے۔ تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ پس روزوں کے متعلق بھی مختلف اقوام میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اور اپنے اپنے زمانہ میں ان

احکام میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں

بھی پوشیدہ ہونگی۔

مثلاً جو قومیں کثرت سے گوشت کھانے والی ہوں۔ وُہ ان اخلاق سے رفتہ رفتہ محروم ہو جاتی ہیں۔ جو سبزی کے استعمال کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی

اخلاقی اصلاح

کے لئے اور انہیں یہ بتانے کے لئے کہ سبزی بھی غذا میں ضروری ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ نے یہ حکم دے دیا ہو۔ کہ ہفتہ میں کم از کم ایک دن تم پر ایسا آنا چاہیئے۔ جب تم گوشت نہ کھاؤ۔ تو یہ نہایت

پُر حکمت روزہ

ہو جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسلام نے ہماری غذا کے متعلق یہ ایک عام حکم دے دیا ہے۔ کہ گوشت بھی کھاؤ۔ اور سبزیاں بھی کھاؤ۔ آگ پر پکی ہوئی چیزیں بھی استعمال کرو اور جنہیں آگ نے نہ چھوا ہو۔ وہ بھی استعمال کر لو۔ غرض ہماری غذائیں اللہ تعالےٰ نے

ہر قسم کی احتیاطیں

جمع کر دی ہیں۔ لیکن پہلی قوموں کے لئے ممکن ہے۔ اس قسم کی احتیاطیں ناقابلِ برداشت پابندیاں ہوں۔ اور ان کے اخلاق کی اصلاح کے لئے اس قسم کے روزے تجویز کئے گئے ہوں۔ مثلاً وہ قومیں جو جنگی ہوتی ہیں۔ اور جن کا شکار پر گذارہ ہوتا ہے۔ وہ ایک عرصہ تک گوشت کھانے کی وجہ سے ایسے اخلاق سے عاری ہو جاتی ہیں۔ جو سبزی کھانے کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم دیدیا گیا ہو۔ کہ وہ ہفتہ میں ایک دن

گوشت کھانا چھوڑ دیں

تو یقیناً یہ روزہ ان کے لئے بہت مفید تھا پس پہلی قوموں میں روزے تو تھے۔ مگر شکل وہ نہ تھی۔ جو اسلام میں ہے۔ یا مثلاً زکوٰۃ ہے۔ ہر مذہب میں کسی نہ کسی رنگ میں صدقہ کا حکم پایا جاتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہ تمام مذاہب میں زکوٰۃ ان اصول پر مبنی ہو جن اصول پر

اسلام کی زکوٰۃ

مبنی ہے۔ ہندوؤں میں اور قسم کی زکوٰۃ تھی یہودیوں میں اور قسم کی زکوٰۃ تھی۔ عیسائیوں میں اور قسم کی زکوٰۃ تھی۔ اور اسلام میں اور قسم کی زکوٰۃ ہے۔ یا وراثت ہے۔ وراثت کا اصل بھی تمام

مذاہب کا ایک لازمی جزو

ہے کیونکہ اکثر ماں باپ کی جائداد ہوتی ہے اور بہر حال وہ جائداد ان کی اولاد میں تقسیم ہوتی ہے۔ اس لئے ہر مذہب میں وراثت کا مسئلہ پایا جاتا ہے۔ مگر ہر جگہ اس کی تفصیلات میں اختلاف ہے۔ کہیں وراثت میں آزادی زیادہ ہے۔ کہیں قید زیادہ۔ کہیں لڑکیوں کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ اور کہیں لڑکوں کے حقوق کو پامال کیا جاتا ہے۔ پھر کہیں

وصیت کی عام اجازت

ہے۔ اور کہیں نہیں۔ تو یہ جو ہزارہا بلکہ سوا لاکھ کے قریب انبیاء گذرے ہیں۔ ان سب کی تعلیمات کی جزئیات آپس میں مختلف تھیں۔ مگر اس

اختلاف کے باوجود

ایک اتحاد بھی تھا۔ اس اتحاد میں وہ منبع نظر آجاتا ہے۔ جس سے ان سب پر کلام نازل ہوا۔ سارے انبیاء کی تعلیم میں حتیٰ کہ بگڑی ہوئی تعلیموں میں بھی غور کرنے سے یہ نظر آتا ہے۔ کہ جیسے پردے کے پیچھے چلمن سے کوئی عورت جھانک رہی ہو۔ اسی طرح آسمانی وحی ان کی

تعلیموں سے جھانکتی ہوئی

نظر آتی ہے۔ اور وہ جھانک جھانک کر اس ایک مقصد کا پتہ دے رہی ہے۔ جس کے لئے تمام انبیاء مبعوث ہوتے رہے۔ وہ مقصد جیسا کہ ہر شخص کو معلوم ہے توحید ہے۔ کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں آیا۔ جس نے دوسرے نبی سے توحید کے متعلق اختلاف کیا ہو۔

توحید کے مدارج میں اختلاف

ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب تک لوگ توحید کی باریکیوں کے سمجھنے کے ناقابل تھے۔ اس کی باریکیاں ان کے سامنے بیان نہ کی گئیں لیکن باوجود اس کے کہ مختلف مذاہب کی کتب میں انسانی دست برد ہو گئی۔ پھر بھی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ

ہر مذہب کی تعلیم

سے۔ حتیٰ کہ جو زیادہ سے زیادہ بگڑی ہوئی تعلیم ہے۔ اس سے بھی توحید جھانک رہی ہے۔ مثلاً ویدہیں۔ ان میں

آگ۔ پانی اور عناصر کی پرستش

کے متعلق بہت سی تعلیمیں پائی جاتی ہیں مگر باوجود اس کے اگر کوئی شخص اپنے دل کو

تعصب سے خالی

کرکے وید پڑھے۔ تو اسے اقرار کرنا پڑیگا کہ گو اس کے ظاہری الفاظ میں توحید دکھائی نہ دے۔ مگر پس پردہ ویدوں میں بھی توحید جھانک رہی ہے۔ اور اس بات کا ثبوت دے رہی ہے۔ کہ

ویدوں کی تعلیم لانے والے

اسی خدا کے بھیجے ہوئے تھے۔ جس نے حضرت موسےٰ ؑ، حضرت عیسےٰ ؑ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا۔ توحید کی طرح

بعض اخلاقی تعلیمیں

بھی ایسی ہیں۔ جو تمام مذاہب میں پائی جاتی ہیں۔ یہ ممکن ہے۔ کہ ہندوستان کے کسی سابق نبی نے اور قسم کی نمازیں پڑھنے کے لئے کہا ہو۔ اور قسم کے روزے رکھنے کے لئے کہا ہو۔ اور قسم کا حج کرنے کا حکم دیا ہو۔ اور قسم کے ورثہ کے متعلق تعلیم دی ہو۔ یہ سب کچھ ممکن ہے۔ اور دنیا کے مختلف حصوں میں مبعوث ہونے والے نبی ارکانِ دین کے متعلق مختلف قسم کی تعلیمیں دے سکتے تھے۔ مگر وہ حضرت نوح ؑ حضرت ابراہیم ؑ۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے

صداقت کے متعلق اختلاف

نہیں کر سکتے تھے۔ یہ کبھی ممکن نہ تھا۔ کہ ہندوستان کا نبی یہ کہے کہ جھوٹ بولو۔ اور فلسطین کا نبی یہ کہے۔ کہ جھوٹ مت بولو۔

پس ہو سکتا ہے کہ پہلے نبی نماز روزہ زکوٰۃ اور حج کی جزئیات میں۔ اختلاف رکھتے ہوں۔ مگر یہ ناممکن ہے۔ کہ وہ سچائی دیانت اور امانت کے متعلق آپس میں اختلاف رکھتے ہوں۔

پہلا الہام

جب دنیا پر نازل ہوا۔ تو وہ بھی تعلیم لے کر آیا۔ کہ سچ بولو جھوٹ سے پرہیز کرو۔ دیانت اور امانت سے کام لو۔ ظلم اور تعدّی سے بچو۔ اور وہ

آخری شریعت کی آواز

جو مکہ سے خدا تعالےٰ نے بلند کی۔ اس میں بھی لوگوں سے یہی کہا گیا۔ کہ سچ بولو۔ دیانت پر قائم رہو۔ ظلم و تعدّی سے بچو۔ انسانی حالات بدلے، قومیں بدلیں تعلیمات بدلیں۔ تفصیلات بدلیں۔ مگر یہ چیز نہ بدل سکی۔ اور نہ بدل سکتی تھی۔ جیسا کہ توحید نہیں بدل سکتی۔

پس وہ تعلیم جس پر تمام انبیاء بنی نوع انسان کو چلاتے آئے۔ اگر کوئی قوم اس تعلیم کو چھوڑتی۔ اور انبیاء کے

تسلیم شدہ قانون

کو توڑتی ہے۔ تو وہ اس کے خمیازہ سے کبھی بچ نہیں سکتی۔ وہ تعلیمات۔ ایک قانون کی طرح ہوتی ہیں۔ جس طرح قانونِ قدرت کی خلاف ورزی کرنے والا طبعی سزاؤں سے نہیں بچ سکتا۔ اور انہیں توڑنے والا اپنے کئے کی سزا پاتا ہے۔ اسی طرح ان تعلیمات کا توڑنا بھی

ایک زہر

ہوتا ہے۔ ایسا زہر جس کے کھانے والا کبھی بچ نہیں سکتا۔ اور جس کی زندگی پر موت کا آنا یقینی ہوتا ہے۔ ایک انسان اگر روزہ میں کوئی کوتاہی کرے۔ تو وہ بھی گنہگار ہوگا۔ مگر اس

گناہ کی سزا

بالکل ممکن ہے۔ کہ اسے اس جہان میں نہ ملے۔ بلکہ اگلے جہان میں ملے۔ اسی طرح اگر کوئی حج کے معاملہ میں بے احتیاطی کر بیٹھے۔ اور اپنے

اجتہاد کے دروازہ کو وسیع

کر دے۔ تو وہ بھی گنہگار ہوگا۔ مگر بالکل ممکن ہے۔ کہ اس گناہ کی سزا اسے اس جہان میں نہ ملے۔ بلکہ اگلے جہان میں ملے مگر یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ جو لوگ اس تعلیم کو توڑتے ہوں۔ جس پر سارے انبیاء زور دیتے چلے آئے۔ اور جو تمام مذاہب میں

مشترکہ طور پر

پائی جاتی ہے۔ وہ اس جہان میں اس کی سزا سے بچ جائیں۔ بلکہ ادھر وہ ظلم کرتے ہیں اور ادھر انہیں

ظلم کی سزا

ملنی شروع ہو جاتی ہے جس طرح زہر کھانیوالا زہر کھاتے ہی اپنی طبیعت میں ایک تغیر پاتا ہے۔ اسی طرح توحید کا منکر فوراً اپنے اندر ایسا تغیر پاتا ہے۔ جو اس کی اعلےٰ طاقتوں کو برباد کر دیتا ہے۔

اسی طرح جھوٹ بولنے والا ظلم کرنے والا اتہام لگانے اور بددیانتی کرنے والا اپنے اندر ایک ایسا تغیر پاتا ہے۔ جو اس کی مفید طاقتوں کو توڑ دیتا ہے۔ دوسروں پر ظلم کرنے اور جھوٹ بولنے والے کے متعلق خدا تعالیٰ یہ انتظار نہیں کرتا کہ اسے اس جہان میں مہلت دی جائے اور اگلے جہان میں سزا دی جائے۔ بلکہ وہ اسی جہان میں اسے پکڑتا۔ اور دنیا میں ذلیل اور رسوا کر دیتا ہے کیونکہ یہ اخلاق کی بنیادیں ہیں اور ایسے امور میں بے احتیاطی کا ارتکاب کوئی معمولی بات نہیں۔ پھر کس قدر افسوس کی بات ہے اس قوم پر۔ جو

اپنی زندگی کا مدار

ہی ان باتوں پر رکھتی ہے۔ جو سچائی کا ہتھیار اختیار کرنے کی بجائے جھوٹ اور افترا سے کام لینے کی عادی ہے۔ وہ جب جھوٹ بولتی ہے تو جھوٹ کے ذریعہ خود اس بات کا اقرار کرتی ہے کہ میں مر چکی ہوں اور اپنے عمل سے اس بات کا اظہار کرتی ہے کہ سچائی اس کے پاس نہیں۔ ایک شخص کسی پر جھوٹا مقدمہ دائر کر دیتا ہے اور کہتا ہے اس نے مجھے مارا۔ حالانکہ اس نے مارا نہیں ہوتا۔ یہ اس کی

روحانی موت کا ثبوت

ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر واقعی اس نے اسے مارا ہوتا یا کوئی تکلیف دی ہوتی۔ تو اسے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ وہی بات پیش کرتا جو وقوع میں آئی تھی۔ کذب بیانی سے کام نہ لیتا۔ مگر اس کا جھوٹ بولنا بتاتا ہے۔ کہ اصل واقعہ کوئی نہ تھا۔

انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں

اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ ان کے دشمن ہمیشہ جھوٹ بولتے اور افترا سے کام لے کر وہ کچھ کہتے ہیں۔ جو انبیاء نے نہیں کہا ہوتا اور اس طرح لوگوں کو اشتعال دلاتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اسی قسم کی باتیں کفار کی طرف سے کہی جاتی تھیں۔ کہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ افترا کیا جاتا کہ آپ انبیاء کے منکر ہیں۔ کہیں یہ کہہ کر لوگوں کو

متنفر کرنے کی کوشش

کی جاتی۔ کہ آپ پہلے بزرگوں کی ہتک کرتے ہیں۔ عیسائیوں نے سینکڑوں سال تک ایک دنیا کو یہ کہہ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بدظن کئے رکھا کہ آپ عورتوں کے اندر روح تسلیم نہیں کرتے۔ یا یہ کہا جاتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منکر تھے اور آپ ان کی ہتک کرتے تھے۔ اسی بناء پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انہوں نے ایک ایسا نام رکھا ہوا تھا جس کا لینا بھی ہماری حد برداشت سے باہر ہے اور جس کے لفظی معنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخالف کے ہیں۔ حالانکہ یہ ساری باتیں بالکل جھوٹ ہیں۔ جن لوگوں نے اسلامی تاریخ کو پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ جس وقت صحابہ کفار کے مظالم سے تنگ آ کر

حبشہ کی طرف ہجرت

کر کے چلے گئے۔ اور انہوں نے نجاشی شاہ حبش کی پناہ لی۔ تو اس وقت مکہ کے لوگوں نے عمرو بن العاص اور ابن ربیعہ پر مشتمل ایک وفد حبشہ کو بھیجا۔ اور نجاشی کو اس کے ذریعہ کہلا بھیجا۔ کہ ہمارے آدمیوں کو واپس کر دیا جائے کیونکہ اس طرح ہماری ہتک ہوتی ہے۔ جب یہ لوگ وہاں گئے اور نجاشی کے سامنے معاملہ پیش ہوا۔ تو اس نے کہا۔ جب تک ان لوگوں کا کوئی جرم ثابت نہیں ہوگا میں انہیں واپس کرنے کے لئے تیار نہیں۔ میرا ملک آزاد ہے جو چاہے اس میں رہے۔ ہاں اگر ان کا مجرم ہونا ثابت کر دو۔ تو انہیں تمہارے ساتھ بھیجا جا سکتا ہے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

صحابہ کا جرم

یہی بیان کیا۔ کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کرتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا ہی بتا رہا تھا کہ صحابہ نے ان کا کوئی جرم نہیں کیا تھا۔ کیونکہ اگر واقعہ میں انہوں نے کوئی جرم کیا ہوتا۔ تو وہ اسے کیوں پیش نہ کرتے۔ ان کا یہ قول کہ یہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک

کرتے ہیں بتاتا ہے کہ وہ صحابہ کا کوئی حقیقی جرم پکڑ نہیں سکتے۔ نجاشی نے یہ سن کر صحابہ کو بلوایا اور پوچھا کہ آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے قرآن کریم کی بعض آیات پڑھ کر سنائیں جن میں ذکر آتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسول تھے انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح ملی تھی اور ان کے ہاتھ پر معجزات ظاہر ہوئے تھے۔ جب وہ آیتیں نجاشی کے سامنے پڑھی گئیں تو اس کی

آنکھوں میں آنسو

آ گئے اور وہ کہنے لگا۔ اب میں سمجھ گیا کہ تم پر ظلم کیا جاتا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ میں اس

خدا کی قسم

کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جو درجہ تم نے بیان کیا ہے۔ وہی میں سمجھتا ہوں۔ اس سے

ایک تنکے کے برابر

بھی زیادہ نہیں سمجھتا۔ میں تمہیں قریش مکہ کے حوالے نہیں کر سکتا۔ تم آزادی سے میرے ملک میں رہو۔ کوئی شخص تم پر ظلم نہیں کر سکتا۔ بہرحال مکہ والوں نے یہی طریق اختیار کیا تھا کہ کہا۔ صحابہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کرتے ہیں آج ہمارے مخالف بھی ہمارے متعلق اسی قسم کی

کذب بیانیوں سے کام

لیتے ہیں۔ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور صریح غلط بیانی کرتے ہوئے ہمارے متعلق وہ کچھ کہتے ہیں۔ جو

ہرگز ہمارا عقیدہ نہیں

مثلاً ہمارے متعلق کہتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرنے والے ہیں۔ یا کہتے ہیں کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر کسی کے اندر ایک

ذرہ بھر بھی تخم دیانت

ہو تو وہ ہمارے لٹریچر کو پڑھ کر یہ خیال بھی نہیں کر سکتا۔ کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کرنے والے ہیں۔

ہمارے عقائد

بالکل واضح ہیں اور ہماری کتابیں بھی چھپی ہوئی موجود ہیں۔ ان کو پڑھ کر کون ہے۔ جو یہ کہہ سکے۔ کہ ہم نعوذ باللہ من ذالک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ ہاں

دشمن یہ کہہ سکتا ہے

کہ گو الفاظ میں یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کرتے ہیں۔ مگر ان کے دلوں میں آپ کا ادب نہیں۔ مگر اس صورت میں ہمارا یہ پوچھنے کا حق ہوگا۔ کہ وہ کونسے ذرائع ہیں جن سے کام لے کر انہوں نے

ہمارے دلوں کو پھاڑ کر

دیکھ لیا اور معلوم کر لیا۔ کہ ان میں حقیقتاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کے جذبات ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب اور احترام جو ہمارے دلوں میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں مخالفوں کے لئے اس کے

پہچاننے کے دو طریق

ہو سکتے ہیں۔ ان دو طریق میں سے کسی ایک کو دشمن اختیار کر کے دیکھ لے اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے یا نہیں۔ مثلاً ایک تو یہ ہے کہ ہندوؤں۔ سکھوں اور عیسائیوں میں سے ایسے لوگ جو ہمارے ساتھ ملنے جلنے والے ہوں سو دو سو چار سو پانچ سو یا ہزار تلاش کر لئے جائیں اور ان ہزار سے کہا جائے کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی

مقدس مذہبی کتاب ہاتھ میں لے کر

اس خدا کی جس کے ہاتھ میں ان کی جان ہے قسم کھائیں اور یہ قسم کھا کر کہ اگر وہ جھوٹ بولیں۔ تو ان پر اور ان کے بیوی بچوں پر خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہو جائے۔ کہ جب کبھی احمدیوں سے انہیں

بات چیت کرنے کا موقع

ملا ہے۔ انہوں نے احمدیوں کے دلوں کو کیسا پایا ہے۔ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق اور آپ کی محبت انہوں نے محسوس کی۔ یا

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک

کا انہیں شبہ ہوا۔ اگر احمدی بالفرض عام مسلمانوں کے سامنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے سے اس خیال سے بچتے ہیں۔ تو اس طرح مسلمان ناراض ہو جائینگے تو ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں کے سامنے تو وُہ نڈر ہو کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعوذ باللہ ہتک کرتے ہوں گے۔ پس غیر احمدیوں کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ احمدی منافقت سے کام لے کر انہیں خوش کرنے کے لئے ان کے سامنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر دیتے ہیں۔ مگر ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں کے متعلق یہ بات نہیں کہی جا سکتی۔ پس میں کہتا ہوں

تصفیہ کا آسان طریق

یہ ہے۔ کہ ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں میں سے ایک ہزار آدمی چنا جائے۔ اور وُہ مؤکد بعذاب حلف اٹھا کر بتائیں۔ کہ احمدی عام مسلمانوں سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کے متعلق زیادہ جوش رکھتے ہیں۔ یا کم۔ اگر ایک ہزار سارے کا سارا یا اس کا بیشتر حصہ کیونکہ ایک دو جھوٹ بھی بول سکتے ہیں۔ یہ گواہی دے کہ اس نے احمدیوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کرنے والا اور آپ کے نام کو دنیا میں بلند کرنے والا پایا۔ تو اس قسم کا اعتراض کرنے والوں کو اپنے فعل پر شرمانا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں۔ وہ لوگ جو ہمارے متعلق یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ وہ بار بار ہمارے متعلق اس اتہام کو دوہرا کر خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ کیونکہ کسی پر

گالی دینے کا ایک طریق

یہ بھی ہوا کرتا ہے۔ کہ دوسرے کی طرف گالی منسُوب کر کے اس کا ذکر کیا جائے۔ جیسے کوئی شخص کسی کو اپنے مونہہ سے تو حرامزادہ نہ کہے۔ مگر یہ کہہ دے۔ کہ فلاں شخص آپ کو حرامزادہ کہتا تھا۔ یہ بھی گالی ہوگی۔ جو اس نے دوسرے کو دی۔ گو دوسرے کی زبان سے دلائی۔ پس اگر یہ تصفیہ کا طریق جو میں نے بیان کیا ہے اس پر مخالف عمل نہ کریں۔ تو میں کہونگا۔ ایسے اعتراض کرنے والے درحقیقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خُود ہتک کرتے ہیں۔ گو اپنے منہ سے نہیں۔ بلکہ ہماری طرف ایک غلط بات منسُوب کر کے

دوسرا طریق

یہ ہے۔ کہ ان مخالفین میں سے وہ علماء جنہوں نے سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کیا ہوا ہو۔ پانچ سو یا ہزار میدان میں نکلیں ہم میں سے بھی پانچ سو یا ہزار میدان میں نکل آئیں گے۔ دونوں مباہلہ کریں۔ اور دعا کریں۔ کہ وہ فریق جو حق پر نہیں خدا تعالیٰ اسے اپنے عذاب سے ہلاک کرے۔ ہم دعا کریں گے۔ کہ اے خدا تو جو ہمارے

سینوں کے رازوں سے واقف

ہے۔ اگر تو جانتا ہے۔ کہ ہمارے دلوں میں واقعی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت نہیں۔ اور ہم آپ کو سارے انبیاء سے افضل وبرتر یقین نہیں کرتے اور نہ آپ کی غلامی میں نجات سمجھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کا ایک خادم اور غلام نہیں جانتے۔ بلکہ درجہ میں آپ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بلند سمجھتے ہیں۔ تو اے خدا ہمیں اور ہمارے بیوی بچوں کو اس جہان میں ذلیل ورسوا کر اور ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک کر اس کے مقابلہ میں وہ دعا کریں۔ کہ اے خدا ہم کامل یقین رکھتے ہیں۔ کہ احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے۔ آپ کی

تحقیر وتذلیل پر خوش

ہوتے۔ اور آپ کے درجہ کو گرانے اور کم کرنے کی ہر وقت کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اے خدا اگر ہمارا یہ یقین غلط ہے تو تو اس دنیا میں ہمیں اور ہمارے بیوی بچوں کو ذلیل ورسوا کر۔ اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک کر۔

یہ مباہلہ ہے۔

جو وُہ ہمارے ساتھ کر لیں۔ اور خدا پر معاملہ چھوڑ دیں۔ پانچ سو یا ہزار کی تعداد میں ایسے علماء کا اکٹھا کرنا جو ہمارے سلسلہ کی کتب سے واقفیت رکھتے ہوں۔

آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کے نمائندہ

کہلانے والوں کے لئے کوئی مشکل نہیں بلکہ معمولی بات ہے۔ اور ہم تو ان سے بہت تھوڑے ہیں۔ مگر پھر بھی ہم تیار ہیں کہ پانچ سو یا ہزار کی تعداد میں اپنے آدمی پیش کریں۔ شرط صرف یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کو وہ اپنی طرف سے پیش کریں۔ وہ ایسے ہوں۔ جو حقیقت میں ان کے نمائندہ ہوں۔ اگر وہ جاہل اور بے ہودہ اخلاق والوں کو اپنی طرف سے پیش کریں۔ تو ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ وہ یہ تسلیم کر لیں۔ کہ وہ ان کی طرف سے نمائندہ ہیں۔ ہاں

احرار کے سرداروں کے لئے

ضروری ہوگا۔ کہ وہ اس میں شامل ہوں مثلاً مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب شامل ہوں۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب شامل ہوں۔ مسٹر مظہر علی صاحب اظہر شامل ہوں۔ چودھری افضل حق صاحب شامل ہوں۔ مولوی داؤد غزنوی صاحب شامل ہوں۔ اور ان کے علاوہ اور لوگ جن کو وہ منتخب کریں۔ شامل ہوں۔ پھر کسی ایسے شہر میں جس پر فریقین کا اتفاق ہو۔ یہ مباہلہ ہو جائے۔ مثلاً

گورداسپور میں

ہی یہ مباہلہ ہوسکتا ہے۔ جس مقام پر انہیں خاص طور پر ناز ہے۔ یا لاہور میں اس قسم کا اجتماع ہوسکتا ہے۔ ہم قسم کھا کر کہینگے کہ ہم پر اور ہماری بیوی بچوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو۔ اگر ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کامل یقین نہ رکھتے ہوں آپ کو خاتم النبیین نہ سمجھتے ہوں۔ آپ کو افضل الرسل یقین نہ کرتے ہوں۔ اور قرآن کریم کو

تمام دنیا کی ہدایت وراہنمائی کیلئے آخری شریعت

نہ سمجھتے ہوں۔ اس کے مقابلہ میں وہ قسم کھا کر کہیں۔ کہ ہم یقین اور وثوق سے کہتے ہیں۔ کہ احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے۔ نہ آپ کو دل سے خاتم النبیین سمجھتے ہیں۔ اور آپ کی فضیلت اور بزرگی کے قائل نہیں بلکہ آپ کی توہین کرنے والے ہیں۔ اے خدا اگر ہمارا یہ یقین غلط ہے۔ تو ہم پر اور ہماری بیوی بچوں پر عذاب نازل کر۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے خود بخود فیصلہ ہو جائے گا۔ کہ کونسا فریق اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔ کون

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے حقیقی عشق

رکھتا ہے۔ اور کون دوسرے پر جھوٹا الزام لگاتا ہے۔ مگر یہ شرط ہوگی۔ کہ

عذاب انسانی ہاتھوں سے نہ ہو

بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ اور ایسے سامانوں سے ہو۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کئے جا سکیں۔

دوسرا اتہام جو میں نے چند دن ہوئے سُنا ہے یہ ہے۔ کہ

منصوری میں احراریوں کا ایک جلسہ

مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مسٹر حسام الدین صاحب ایک احراری نے جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کو اشتعال دلاتے ہوئے کہا۔ اگر خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بھی بجادی جائے۔ تو مرزائی لوگ اس کی کوئی پروا نہ کرینگے۔ بلکہ خوش ہونگے۔ اس کے جواب میں بھی میں کہتا ہوں۔

لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین

خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجانا تو الگ رہی۔ ہم تو یہ بھی پسند نہیں کر سکتے۔ کہ خانہ کعبہ کی کسی اینٹ کو کوئی شخص بدنیتی سے اپنی انگلی بھی لگائے۔ اور ہمارے مکانات کھڑے رہیں۔ جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صحابی کو جب کفار مکہ قتل کرنے لگے۔ تو انہوں نے ان صحابی سے پوچھا۔ کہ کیا تمہارا دل نہیں چاہتا۔ کہ تم اس وقت مدینہ میں آرام سے بیٹھے ہوتے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو تمہاری جگہ سزا دی جاتی۔ اس صحابی نے جواب دیا۔ کہ تم تو یہ کہتے ہو۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہاں میری جگہ ہوں۔ اور میں مدینہ میں آرام سے بیٹھا ہوں۔ میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ میں اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا ہوں۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو

مدینہ کی گلیوں میں چلتے ہوئے

کوئی کانٹا چبھ جائے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں۔ کہ ہمیں تو یہ بھی پسند نہیں۔ کہ خانہ کعبہ کی طرف کوئی بدنیت انگلی بھی اٹھائے۔ اور

ہمارے مکان کھڑے رہیں۔ گویا یہ کہ ہم خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجتی دیکھیں اور خوش ہوں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم

قادیان کا احترام

کرتے ہیں۔ مگر کیا ایک چیز کے احترام کرنے کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ ہم دوسری چیز کا احترام نہیں کرتے۔ کیا وُہ شخص جو اپنے ماں باپ کا احترام کرتا ہے۔ اس کے احترام کے یہ معنے ہونگے۔ کہ وُہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام نہیں کرتا۔ یا جو شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام کرتا ہو۔ اس کے احترام کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ وُہ خدا تعالےٰ کا احترام نہیں کرتا۔

ہزارہا چیزیں

دُنیا میں ایسی ہیں۔ جن کا ہم احترام کرتے ہیں ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا احترام کرتے ہیں۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کا احترام کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا احترام کرتے ہیں۔ حضرت صالح علیہ السلام کا احترام کرتے ہیں۔ حضرت ہود علیہ السلام کا احترام کرتے ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کا احترام کرتے ہیں۔ اور پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی احترام کرتے ہیں۔ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا احترام کرنے کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ ہم

دُوسرے انبیاء کی ہتک

کرتے ہیں۔ یا حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ علیہما السّلام کا احترام کرنے کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ فرض کرو۔ اگر کوئی شخص سوال کرے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمہارے زمانہ میں ہوں۔ اور ان پر کوئی شخص حملہ کرے تو کیا تم اپنی جان اور مال ان پر قربان کرو گے یا نہیں۔ تو کیا غیر احمدی اس سوال کا یہ جواب دیں گے۔ کہ ہم تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنی جانیں قربان کرنے والے ہیں۔ کسی اور کے لئے اگر جان قربان کر دیں گے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک ہو جائے گی۔ یا ہر مسلمان مجبور ہے۔ یہ جواب دینے کے لئے کہ اگر بالفرض حضرت ابراہیم علیہ السلام دُنیا میں ظاہر ہوں۔ اور کوئی شخص ان پر حملہ کرے۔ تو وُہ اپنی جان۔ اور اپنا مال آپ پر قربان کر دے گا۔ مگر کیا اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ وُہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرتا ہے۔ کیا وُہ جو کہا کرتے ہیں۔ کہ

حب الوطن من الایمان

وطن کی محبت ایمان کا ایک جزو ہے۔ جو کہا کرتے ہیں۔ کہ ہندوستان کی آزادی کے لئے ہمیں اپنا سب کچھ قربان کر دینا چاہیئے اُن کے اس قول کے یہ معنے ہوا کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ پر اگر کوئی حملہ کرے۔ تو وُہ اس کے بچانے کے لئے کوئی حرکت نہیں کریں گے پھر کیا یہی بات ان کے متعلق نہیں کہی جا سکتی اگر ہندوستان سے اتنی محبت کرنے کے باوجود کہ وُہ لوگ کہا کرتے ہیں۔ جب تک انگریزوں کو ہندوستان سے نکال نہ دیا جائے تو ایمان قائم نہیں رہ سکتا۔ ان کی

مکہ معظمہ سے محبت

رہ سکتی ہے۔ تو قادیان سے محبت کا یہ نتیجہ کیونکر نکالا جا سکتا ہے۔ کہ ہمیں مکہ معظمہ محبوب نہیں بے شک ہمیں قادیان محبوب ہے۔ اور بے شک ہم قادیان کی حفاظت کے لئے ہر ممکن قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر خدا شاہد ہے خانہ کعبہ ہمیں قادیان سے بدرجہا زیادہ محبوب ہے۔ ہم اللہ تعالےٰ سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں۔ کہ خدا وُہ دن نہیں لا سکتا۔ لیکن اگر خدانخواستہ کبھی وُہ دن آئے۔ کہ خانہ کعبہ بھی خطرہ میں ہو۔ اور قادیان بھی خطرہ میں ہو۔ اور دونوں میں سے ایک کو بچایا جا سکتا ہو۔ تو ہم ایک منٹ بھی اس مسئلہ پر غور نہیں کریں گے کہ کس کو بچایا جائے۔ بلکہ بغیر سوچے کہہ دیں گے۔ کہ خانہ کعبہ کو بچانا ہمارا اولین فرض ہے۔ پس قادیان کو ہمیں خدا تعالےٰ کے حوالہ کر دینا چاہیئے۔

خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کے بعد مدینہ کے لئے دعا کی۔ اور کہا۔ اے میرے رب جیسے حضرت ابراہیم نے مکہ کے لئے برکت چاہی تھی۔ میں تجھ سے مدینہ کے ناپوں اور پیمانوں میں برکت چاہتا ہوں۔ اور جیسے وہاں ایک حصہ کو حرم قرار دیا گیا۔ اسی طرح میں بھی

مدینہ کے ایک حصہ کو حرم

بناتا ہوں۔ اور جس طرح وہاں شکار۔ اور فساد اور قتل وخونریزی کی ممانعت ہے۔ اسی طرح میں بھی مدینہ کے ایک علاقہ میں شکار۔ فساد۔ اور قتل وخونریزی منع کرتا ہوں۔ مگر کیا کوئی نادان کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ دُعا مانگ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ کی ہتک کرنا چاہتے تھے۔ مدینہ کو مکرم بنانے کے ہرگز یہ معنے نہیں۔ کہ مکہ معظمہ کی عزت کم ہے۔ اسی طرح قادیان کو عزت دینے کے بھی ہرگز یہ معنے نہیں۔ کہ ہمارے دلوں میں

خانہ کعبہ یا مدینہ منوّرہ کی عزت

نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ مکہ وُہ مقدس مقام ہے جس میں وُہ گھر ہے۔ جسے خدا نے اپنا گھر قرار دیا۔ اور مدینہ وُہ بابرکت مقام ہے جس میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری گھر بنا جس کی گلیوں میں آپؐ چلے پھرے۔ اور جس کی مسجد میں اس مقدس نبیؐ نے جو سب نبیوں سے کامل نبیؐ تھا۔ اور سب نبیوں سے زیادہ خُدا کا محبوب تھا۔ نمازیں پڑھیں اور اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کیں اور قادیان وُہ مقدس مقام ہے جس میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات مقدسہ کا خدا تعالےٰ نے دوبارہ حضرت مرزا صاحب کی صورت میں نزول کیا۔ یہ مقدس ہے باقی سب دُنیا سے مگر تابع ہے مکہ معظمہ اور مدینہ منوّرہ کے۔

پس وُہ شخص جو یہ کہتا ہے۔ کہ اگر خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے۔ تو احمدی خوش ہوں گے۔ وُہ جھوٹ بولتا ہے وُہ افترا کرتا ہے اور وُہ ظلم اور تعدی سے کام لے کر ہماری طرف وہ بات منسُوب کرتا ہے۔ جو ہمارے عقائد میں داخل نہیں اور ہم اس شخص سے کہتے ہیں۔ لعنۃ اللّٰہ علے الکاذبین۔

قادیان کو خدا تعالےٰ نے دُنیا میں اس لئے قائم کیا ہے۔ کہ تا

مکہ معظمہ اور مدینہ منوّرہ کی عظمت

کو اس کے ذریعہ دوبارہ قائم کیا جائے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ نے اس لئے بھیجا۔ کہ تا آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عزت کو جو لوگوں کے قلوب سے محو ہو چکی تھی۔

دوبارہ قائم کریں

اور آپؐ کے نام کی بڑائی ظاہر کریں۔ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لا کر خدا تعالےٰ کے منکر نہیں ہو جاتے اسی طرح ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باغی نہیں ہو جاتے۔ پھر ہم

مدینہ منوّرہ کی عزت

کر کے خانہ کعبہ کی ہتک کرنے والے نہیں ہو جاتے۔ اسی طرح ہم قادیان کی عزت کر کے مکہ معظمہ یا مدینہ منوّرہ کی توہین کرنے والے نہیں ہو سکتے۔

خدا تعالےٰ نے ان تینوں مقامات کو مقدس کیا۔ اور ان تینوں مقامات کو اپنی تجلیات کے اظہار کے لئے چُنا۔

بیت اللہ کو خدا تعالےٰ نے حج کیلئے چنا

جس کے سوا اب دُنیا میں قیامت تک اور کوئی حج کی جگہ نہیں۔ مدینہ منورہ کو خدا تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی ذات کے لئے چُنا۔ اور اب خدا تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دُوسرے

روحانی ظہُور

کے لئے اور اپنے مسیح ومہدی کے مقام نزول کے لئے قادیان کو چُنا۔ نہ حج کسی اور جگہ پر کیا جا سکتا ہے۔ نہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ دُنیا میں آ سکتے۔ اور کسی اور شہر کو آپ کی

جائے سکونت ہونے کا فخر

حاصل ہو سکتا ہے۔ اور نہ مسیح ومہدی اب دوبارہ آ سکتے ہیں لیکن ان دو بستیوں کو چھوڑ کر قادیان کے برابر دُنیا کی اور کوئی بستی نہیں لیکن مکہ ومدینہ

تمام دنیا سے بڑھ کر شان رکھنے والے

ہیں جس خدا نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی غیرت دکھائی تھی۔ اسی خدا نے اپنی طاقتوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دُشمنوں کو نیچا دکھایا۔ اور اسی خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مخالفین کو غرق کیا۔ مگر

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرنے کے ہرگز یہ معنے نہیں تھے۔ کہ حضرت موسےٰ حضرت عیسےٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی خدا تعالےٰ نے مدد نہیں کی تھی۔ اسی طرح مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی حفاظت اور انہیں اپنے جلال کے اظہار کے لئے مخصوص کر لینے کے ہرگز یہ معنی نہیں ہو سکتے۔ کہ کوئی اور مقام خدا تعالےٰ کا فضل جذب نہیں کر سکتا۔ ہمارا خدا

وسیع طاقتوں اور قدرتوں لاانتہا

ہے۔ اس کے خزانے کبھی خالی نہیں ہوتے۔ اور اس کی فوجیں انسانی شمار سے باہر ہیں۔ وہ جس طرح ایک مقام کی حفاظت کر سکتا ہے۔ اسی طرح دوسرے مقام کی بھی

اپنی فوجوں سے محافظت

کر سکتا ہے۔ میں چھوٹا تھا۔ کہ میں نے رویا دیکھا۔ ایک مصلیٰ ہے۔ جس پر میں نماز پڑھ کے بیٹھا ہوں۔ اور میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے جس کے متعلق مجھے بتایا گیا۔ کہ وہ شیخ عبد القادر صاحب جیلانی کی ہے اور اس کا نام

منہاج الطالبین

ہے۔ یعنی خدا تعالےٰ تک پہنچنے والوں کا رستہ میں نے اس کتاب کو پڑھ کر رکھ دیا پھر یکدم خیال آیا۔ کہ یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دینی ہے۔ اس لئے میں اسے ڈھونڈھنے لگا۔ مگر وہ ملتی نہیں۔ ہاں اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک اور کتاب مل گئی۔ اس وقت میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے۔ کہ

وما یعلم جنود ربک الا ھو

یعنی تیرے رب کے لشکروں کو سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا۔ تو اللہ تعالیٰ کی فوجوں میں کوئی کمی نہیں۔ اگر کم فوجیں ہوتیں تب تو کہا جا سکتا تھا کہ قادیان کو خدا تعالےٰ نے کیوں حرم بنا دیا۔ اگر تینوں مقدس مقامات پر نعوذ باللہ بیک وقت حملہ ہو گیا۔ تو فوجیں کہاں سے آئیں گی۔ جو ان سب کی حفاظت کریں گی۔ پس اگر خدا تعالےٰ کی فوجیں محدود ہوتیں۔ تب تو

احرار کو فکر

ہو سکتا تھا۔ کہ اگر مدینہ پر حملہ ہو گیا۔ تو اس کی حفاظت کی کیا صورت ہو گی۔ مکہ معظمہ پر حملہ ہو گیا۔ تو اس کی حفاظت کی کیا صورت ہو گی۔ اور قادیان پر حملہ ہو گیا تو اس کی حفاظت کی کیا صورت ہو گی۔ لیکن جس کے ایک

کن کہنے سے

زمین و آسمان بن جاتے۔ اور ایک کن کہنے سے بنے بنائے کام تباہ ہو جاتے ہیں۔ اس کو اس بخل اور کنجوسی کی کیا ضرورت ہے۔ خدا تعالےٰ تین کیا تین ہزار بلکہ

تین لاکھ شہر

بھی اگر مکرم بنا دے۔ تو ان کی حفاظت کے لئے کیا اس نے کسی سے کچھ مانگنے جانا ہے۔ کہ مخالفین کو اس کا فکر لگا ہوا ہے۔ اگر تو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی حفاظت خدا تعالےٰ نے اپنے ذمہ لی ہوتی۔ اور اس کی حفاظت مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب کے سپرد ہوتی۔ تب تو وہ کہہ سکتے تھے۔ کہ ہم کہاں کہاں کی حفاظت کریں لیکن جب کہ خدا تعالےٰ نے

مکہ مکرمہ کی حفاظت

ہمارے سپرد نہیں کی۔ بلکہ اپنے ذمہ لی ہے تو ان مولویوں کو اس قسم کے الفاظ اپنی زبان سے نکالنے کی ضرورت ہی کیا ہے ان مولویوں کا تو خدا پر اتنا بھی ایمان نہیں جتنا

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب

کا تھا۔ جو اسلام سے پہلے ہوئے ہیں۔ اگر حضرت عبد المطلب جتنا ایمان بھی ان کے دلوں میں ہوتا۔ تو یہ سمجھ لیتے۔ کہ مکہ معظمہ کی حفاظت خدا تعالےٰ نے اپنے ذمہ لی ہوئی ہے۔ انسان کے سپرد نہیں کی۔ تاریخوں سے ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے کچھ مدت پہلے ایبے سینیا کی حکومت کی طرف سے یمن کے علاقہ پر

ابرھہ نامی ایک گورنر

مقرر تھا۔ اس نے چاہا۔ کہ عربوں کو عیسائیت کی طرف کھینچنے کے لئے ان کی توجہ بیت اللہ کی طرف سے ہٹا دی جائے۔ اس غرض کے لئے اس نے اپنی طرف سے بعض کوششیں کیں۔ مگر جب ناکام ہوا۔ تو اسے خیال پیدا ہوا۔ کہ اگر میں کعبہ کو گرا دوں۔ تو شائد اس طرح لوگوں کی توجہ اس سے پھر جائے۔ اس خیال کے آنے پر وہ اپنی فوجیں لے کر بیت اللہ کی طرف چل پڑا اس وقت

حبشہ کی طاقت

بہت بڑھی ہوئی تھی۔ موجودہ ایبے سینیا سے اس کا ملک بہت زیادہ وسیع تھا۔ اور حبشہ کی دولت بھی اس وقت بہت زیادہ تھی۔ کیونکہ یمن بہترین سرسبز مقامات میں سے ہے۔ جو اس کے قبضہ میں تھا پس ابرھہ اور اس کی فوجیں مالدار دولت مند اور ساز و سامان رکھنے والی تھیں۔ جب فوجیں مکہ کے قریب پہنچیں۔ تو اس لاؤ لشکر کو دیکھ کر مکہ والوں کو کچھ بھی نہ سوجھا۔ اور وہ چپ ہو کر بیٹھ گئے۔ ابرھہ نے ایک چھوٹا سا دستہ آگے بھیجا۔ جو مکہ والوں کے بہت سے جانور جو باہر چر رہے تھے سمیٹ کرلے آیا۔ ان جانوروں میں

دو سو اونٹ

حضرت عبد المطلب کے بھی تھے۔ اس کے بعد جب ابرھہ کے لشکر میں بیماری پھیل گئی اور اس کی فوج کے لوگ پے در پے مرنے لگے۔ تو اسے یہ خیال آیا۔ کہ مکہ والے اگر مجھ سے آ کر کہیں۔ کہ میں واپس چلا جاؤں۔ تو میں واپس لوٹ جاؤنگا۔ تاریخوں سے ثابت ہے۔ کہ وہ بیماری چیچک تھی۔ بہرحال کوئی نہ کوئی موت ایسی تھی۔ جسنے ابرھہ کے لشکر کو تباہ کر دیا قرآن کریم میں بھی سورۃ الفیل میں اس کا ذکر آتا ہے۔ ہر طرف لاشیں ہی لاشیں نظر آتی تھیں۔ اور جانور ان کی بوٹیاں نوچ نوچ کر پتھروں پر مارتے۔ اور کھاتے تھے۔ جس طرح چیلیں اور گدھیں کھاتی ہیں۔ جب بیماری نے اس کے

لشکر کے اکثر حصہ کو ناکارہ

کر دیا۔ تو اس نے اپنی عزت رکھنے کے لئے اہل مکہ کو کہلا بھیجا۔ کہ بعض سردار میرے پاس بھیجے جائیں۔ میں ان سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے ایک وفد بھیجا۔ جس کے سردار عبد المطلب تھے۔ جب وفد اس کے پاس پہنچا۔ اور حضرت عبد المطلب نے ان سے باتیں کیں۔ تو ان کی باتوں کا ابرھہ پر نہایت گہرا اثر پڑا۔ اور ایسا بات میں ان کی رائے کو اس نے نہایت ہی

صائب اور معقول

پایا۔ اور اس امید میں رہا۔ کہ ابھی یہ مجھ سے کہیں گے۔ کہ خانہ کعبہ پر حملہ نہ کیا جائے اور لشکر واپس لے جائیں۔ اور میں ان کے سر احسان رکھ کر واپس چلا جاؤں گا۔ مگر حضرت عبد المطلب نے اس کا ذکر تک نہ کیا۔ آخر کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد ابرھہ خود ہی کہنے لگے۔ میرا دل چاہتا ہے۔ آپ لوگ مجھ سے کچھ مانگیں۔ تو میں دوں۔ اسے پھر بھی یہی خیال رہا۔ کہ یہ کہیں گے۔ آپ

خانہ کعبہ کو گرانے کا ارادہ

نہ کریں۔ اور واپس چلے جائیں۔ وہ چونکہ اب لشکر ڈالے تنگ آ چکا تھا۔ اس لئے گفتگو کو پھیر پھیر کر اسی طرف لانا چاہتا تھا۔ مگر حضرت عبد المطلب نے اس کا جواب صرف یہ دیا۔ کہ میرے دو سو اونٹ آپ کے سپاہی پکڑ کرلے آئے ہیں۔ وہ مجھے واپس کر دیئے جائیں یہ سنکر جیسے انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ اس کا رنگ فق ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ آپ کی باتوں کا مجھ پر بڑا اثر تھا۔ اور میں سمجھتا تھا۔ کہ آپ بڑے ہی سمجھدار ہیں۔ مگر آپ کی اس بات سے وہ سارا اثر جاتا رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا کس طرح اس نے کہا تمہارے سامنے اس وقت اتنی

خوفناک مصیبت

ہے۔ کہ میں تمہارے کعبہ کو گرانے آیا ہوں اور کہتا ہوں کہ مجھ سے جو مانگنا ہو مانگو۔ مگر تم بجائے یہ کہنے کے کہ ہمارا کعبہ مت گراؤ۔ یہ کہتے ہو۔ کہ میرے دو سو اونٹ واپس کر دیئے جائیں۔ بھلا ایسے

خطرے کی حالت

میں اونٹوں کا خیال کرنا بھی کوئی عقلمندی ہے۔ حضرت عبد المطلب نے جواب دیا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ تم نے میری بات پر غور نہیں کیا۔ ورنہ اسی سے جواب سمجھ جاتے عبد المطلب صرف دو سو اونٹوں کا مالک ہے۔ جب اسے اپنے اونٹوں کی فکر پڑ گئی تو کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ خانہ کعبہ کے مالک خدا کو اپنے گھر کی کوئی فکر نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اگر یہ

کعبہ خدا کا گھر ہے

تو اس گھر کا مالک اس کی آپ حفاظت کرے گا۔ مجھے اس فکر کی کیا ضرورت ہے

اس میں شبہ نہیں۔ کہ انسانوں کا بھی کام ہوتا ہے۔ کہ وہ

شعائر اللہ کی حفاظت

میں حصہ لیں۔ مگر یہ محض ثواب کے لئے ہوتا ہے۔ اصل حفاظت وہی ہوتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ خود کرتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا۔ کہ میں آپ کو دشمنوں کے حملوں سے بچاؤں گا۔ مگر باوجود اس کے صحابہؓ نے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد پہرے

دیئے۔ مگر کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ صحابہ کے پہروں کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جان محفوظ رہی۔ کیا ہزاروں بادشاہ مضبوط پہروں کے ہوتے ہوئے قتل نہیں ہو گئے۔ پھر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ صحابہ کے پہروں کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ہوئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت محض خدا تعالیٰ نے کی۔ ہاں ثواب کے لئے صحابہ نے بھی اس میں حصہ لے لیا۔ اسی طرح اگر خدانخواستہ خانہ کعبہ پر کوئی دشمن حملہ کرے۔ تو

ہر مسلمان کا فرض

ہوگا۔ کہ وہ اپنی ہر چیز خانہ کعبہ کی حفاظت کے لئے قربان کر دے۔ مگر اصل حفاظت وہی کرے گا۔ جو خانہ کعبہ کا مالک اور ہمارا خدا ہے۔

میں اس قسم کا اعتراض کرنے والوں کو ایک واقعہ سناتا ہوں جس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ ان کے دلوں میں خانہ کعبہ کی عزت زیادہ ہے۔ یا ہمارے دلوں میں۔ آج سے کئی سال پہلے جب بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام زندہ تھے۔

ایک ترکی سفیر

یہاں آیا۔ ترکی حکومت کو مضبوط بنانے کے لئے اس نے مسلمانوں سے بہت سا چندہ لیا اور جب اس نے جماعت احمدیہ کا ذکر سنا تو قادیان بھی آیا۔

حسین کامی

اس کا نام تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس کی گفتگو ہوئی۔ اس کا خیال تھا۔ کہ مجھے یہاں سے زیادہ مدد ملے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا وہ احترام کیا۔ جو ایک مہمان کا کرنا چاہئے پھر کچھ مذہبی گفتگو بھی ہوگئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے کچھ نصائح کیں۔ کہ دیانت و امانت پر قائم رہنا چاہئے۔ لوگوں پر ظلم نہیں کرنا چاہئے اور فرمایا۔ کہ رومی سلطنت ایسے ہی لوگوں کی شامت اعمال سے خطرہ میں ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جو

سلطنت کی اہم خدمات پر مامور

ہیں۔ اپنی خدمات کو دیانت سے ادا نہیں کرتے اور سلطنت کے سچے خیر خواہ نہیں۔ بلکہ اپنی طرح طرح کی خیانتوں سے اس اسلامی سلطنت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ سلطان روم کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے۔ اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں۔ اور ترکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے ہیں۔ جو وقت پر ٹوٹنے والے اور

غداری سرشت ظاہر کرنیوالے

ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ نصیحتیں کیں تو اس سفیر کو بہت بری لگیں۔ کیونکہ وہ اس خیال کے ماتحت آیا تھا۔ کہ میں سفیر ہوں۔ اور یہ لوگ میرے ہاتھ چومینگے۔ اور میری کسی بات کا انکار نہیں کرینگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس سے یہ کھری کھری باتیں کیں کہ تم حکومت سے بڑی بڑی تنخواہیں وصول کر کے اس کی غداری کرتے ہو۔ تمہیں تقویٰ و طہارت سے کام لیکر اسلامی حکومت کو مضبوط کرنا چاہئے۔ تو وہ یہاں سے بڑے غصہ میں گیا۔ اور اس نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ

اسلامی حکومت کی ہتک

کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے کہا ہے۔ کہ ترکی حکومت میں بعض کچے دھاگے ہیں۔ مسلمان عام طور پر دین سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر افسوس کہ مولوی انہیں کسی بات پر صحیح طور سے غور کرنے نہیں دیتے۔ یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ عوام الناس اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے اور سچائی سے پیار کرتے ہیں۔ مگر مشکل یہ ہے۔ کہ مولوی انہیں کسی بات پر غور کرنے نہیں دیتے اور جھٹ اشتعال دلا دیتے ہیں۔ اس موقعہ پر بھی مولویوں نے عام شور مچا دیا۔ کہ ترکی حکومت جو

محافظ حرمین شریفین

ہے۔ اس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہتک کی ہے۔ جب یہ شور بلند ہوا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جواب میں لکھا۔ تم تو یہ کہتے ہو۔ کہ ترکی حکومت مکہ اور مدینہ کی حفاظت کرتی ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ کہ ترکی حکومت چیز ہی کیا ہے۔ کہ وہ مکہ اور مدینہ کی حفاظت کرے۔ مکہ اور مدینہ تو خود ترکی حکومت کی حفاظت کر رہے ہیں۔ جس شخص کے دل میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے متعلق اتنی غیرت ہو۔ اس کے ماننے والوں کے متعلق کیا یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بج جائے۔ تو وہ خوش ہوں۔ ہم تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ تسلیم کیا جائے کہ حقیقی طور پر مکہ اور مدینہ کی کوئی حکومت حفاظت کر رہی ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں۔ کہ

عرش سے خدا مکہ اور مدینہ کی حفاظت کر رہا ہے

کوئی انسان ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں ظاہری طور پر ہو سکتا ہے۔ کہ اگر کوئی دشمن ان مقدس مقامات پر حملہ کرے۔ تو اس وقت انسانی ہاتھ کو بھی حفاظت کے لئے بڑھایا جائے لیکن اگر خدانخواستہ کبھی ایسا موقع آئے۔ تو اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائیگا کہ حفاظت کے متعلق جو ذمہ واری خدا تعالیٰ نے انسانوں پر عائد کی ہے اس کے ماتحت جماعت احمدیہ کس طرح

سب لوگوں سے زیادہ قربانی

کرتی ہے۔ ہم ان مقامات کو مقدس ترین مقامات سمجھتے ہیں۔ ہم ان مقامات کو خدا تعالیٰ کے جلال کے ظہور کی جگہ سمجھتے ہیں۔ اور ہم اپنی عزیز ترین چیزوں کو ان کی حفاظت کے لئے قربان کرنا سعادت دارین سمجھتے ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ جو شخص ترچھی نگاہ سے مکہ کی طرف ایک دفعہ بھی دیکھے گا۔ خدا اس شخص کو اندھا کر دے گا۔ اور اگر خدا تعالیٰ نے کبھی یہ کام انسانوں سے لیا۔ تو جو ہاتھ اس بد بین آنکھ کو پھوڑنے کے لئے آگے بڑھینگے۔ ان میں ہمارا ہاتھ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب سے آگے ہوگا

آج سے کئی سال پہلے جب

لارڈ چیمسفورڈ

ہندوستان کے وائسرائے تھے۔ مسلمانوں میں شور پیدا ہوا۔ کہ انگریز بعض عرب رؤسا کو مالی مدد دے کر انہیں اپنے زیر اثر لانا چاہتے ہیں۔ یہ شور جب زیادہ بلند ہوا تو حکومت ہند کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ہم عرب رؤساء کو کوئی مالی مدد نہیں دیتے۔ مسلمان اس پر خوش ہو گئے۔ کہ چلو خبر کی تردید ہو گئی۔ لیکن میں نے واقعات کی تحقیقات کی۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ گو ہندوستان کی حکومت بعض عرب رؤسا کو مالی مدد نہیں دیتی۔ مگر حکومت برطانیہ اس قسم کی مدد ضرور دیتی ہے۔ چنانچہ ساٹھ ہزار پونڈ ابن سعود کو ملا کرتے تھے۔ اور کچھ رقم شریف حسین کو ملتی تھی۔ جب مجھے اس کا علم ہوا۔ تو میں نے لارڈ چیمسفورڈ کو لکھا۔ کہ گو لفظی طور پر آپ کا اعلان صحیح ہے۔ مگر حقیقی طور پر صحیح نہیں۔ کیونکہ حکومت برطانیہ کی طرف سے ابن سعود اور شریف حسین کو اس قدر مالی مدد ملتی ہے۔ اور اس میں ذرہ بھر بھی شبہ کی گنجائش نہیں۔ کہ مسلمان

عرب پر انگریزی حکومت کا تسلط

کسی رنگ میں بھی پسند نہیں کر سکتے۔ ان کا جواب میں مجھے خط آیا (وہ بہت ہی شریف طبیعت رکھتے تھے) کہ یہ واقعہ صحیح ہے۔ مگر اس کا کیا فائدہ کہ اس قسم کا اعلان کر کے فساد پھیلایا جائے۔ ہاں ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہ ہرگز منشاء نہیں۔ کہ

عرب کو اپنے زیر اثر

لائے۔ پس ہم ہمیشہ

عرب کے معاملات میں دلچسپی

لیتے رہے۔ جب ترک عرب پر حاکم تھے۔ تو اس وقت ہم نے ترکوں کا ساتھ دیا۔ جب شریف حسین حاکم ہوا۔

تو گو لوگوں نے ان کی سخت مخالفت کی مگر ہم نے کہا اب فتنہ و فساد کو پھیلانا مناسب نہیں۔ جس شخص کو خدا نے حاکم بنا دیا ہے اس کی حکومت کو تسلیم کر لینا چاہیئے۔ تاکہ عرب میں

نت نئے فسادات کا رونما ہونا

بند ہو جائے۔ اس کے بعد نجدیوں نے حکومت لے لی۔ تو باوجود اس کے کہ لوگوں نے بہت شور مچایا کہ انہوں نے قبے گرا دئے۔ اور شعائر کی ہتک کی ہے اور باوجود اس کے کہ ہمارے سب سے بڑے دشمن اہل حدیث ہی ہیں۔ ہم نے

سلطان ابن سعود کی تائید

کی۔ صرف اس لئے کہ مکہ مکرمہ میں روز روز کی لڑائیاں پسندیدہ نہیں۔ حالانکہ وہاں ہمارے آدمیوں کو دکھ دیا گیا۔ حج کے لئے احمدی گئے تو انہیں مارا پیٹا گیا۔ مگر ہم نے اپنے حقوق کے لئے بھی اس لئے صدائے احتجاج کبھی بلند نہیں کی۔ کہ ہم نہیں چاہتے۔ ان علاقوں میں فساد ہوں مجھے یاد ہے مولانا محمد علی صاحب جب

مکہ مکرمہ کی مؤتمر

سے واپس آئے تو وہ ابن سعود سے سخت نالاں تھے۔ شملہ میں ایک دعوت کے موقع پر ہم سب اکٹھے ہوئے تو انہوں نے تین گھنٹے اس امر پر بحث جاری رکھی۔ وہ بار بار میری طرف متوجہ ہوتے۔ اور میں انہیں کہتا۔ کہ مولانا آپ کہتے ہی ان کے ظلم بیان کریں۔ جب ایک شخص کو خدا تعالیٰ نے

حجاز کا بادشاہ

بنا دیا ہے تو میں تو یہی کہوں گا کہ ہماری کوششیں اب اس امر پر صرف ہونی چاہیئں۔ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی گلیوں میں فساد اور لڑائی نہ ہو۔ اور جو شورش اس وقت جاری ہے۔ وہ دب جائے اور امن قائم ہو جائے۔ تاکہ ان مقدس مقامات کے امن میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ ابھی ایک عہد نامہ

ایک انگریزی کمپنی اور ابن سعود

کے درمیان ہوا ہے۔ سلطان ابن سعود ایک سمجھدار بادشاہ ہیں۔ مگر بوجہ اس کے کہ وہ یورپین تاریخ سے اتنی واقفیت نہیں رکھتے وہ

یوروپین اصطلاحات

کو صحیح طور پر نہیں سمجھتے۔ ایک دفعہ پہلے جب وہ اٹلی سے معاہدہ کرنے لگے تو ایک شخص کو جو ان کے ملنے والوں میں سے تھے۔ میں نے کہا کہ تم سے اگر ہو سکے تو میری طرف سے سلطان ابن سعود کو یہ پیغام پہنچا دینا کہ معاہدہ کرتے وقت بہت احتیاط سے کام لیں

یوروپین قوموں کی عادت

ہے۔ کہ وہ الفاظ نہایت نرم اختیار کرتی ہیں مگر ان کے مطالب نہایت سخت ہوتے ہیں۔ اب وہ معاہدہ جو انگریزوں سے ہوا شائع ہوا ہے۔ اور اس کے خلاف بعض ہندوستانی اخبارات مضامین لکھ رہی ہیں۔ میں نے وہ معاہدہ پڑھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بعض غلطیاں ہو گئی ہیں۔ اور اس معاہدہ کی شرائط کے رو سے بعض موقعوں پر بعض بیرونی حکومتیں یقیناً عرب میں دخل دے سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کو پڑھ کر میرے

دل کو سخت رنج پہنچا

حالانکہ انگریزوں سے ہمارا تعاون ہے اور ہم اس کا ذکر کرنے سے کبھی ڈرے نہیں۔ سوائے حکومت پنجاب کے کہ اس نے دو تین سال سے خود ہمارے تعاون کو ٹھکرا دیا ہے۔ باقی انگریزی حکومت سے ہم نے ہمیشہ تعاون کیا اور ہمیشہ تعاون کرتے رہیں گے۔ جب تک وہ خود حکومت پنجاب کی طرح ہمیں دھتکار نہ دے۔ مگر باوجود اس کے کہ ہم انگریزوں سے تعاون رکھتے ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ میں انگریزی حکومت کے ڈھانچہ کو دنیا کیلئے

مفید ترین طرز حکومت

سمجھتا ہوں۔ جس میں اصلاح کی گنجائش ضرور ہے مگر وہ توڑنے کے قابل شے نہیں ہے۔ پھر بھی انگریز ہوں یا کوئی اور حکومت۔ عرب کے معاملہ میں ہم کسی کا لحاظ نہیں کر سکتے۔ اس معاہدہ میں ایسی احتیاطیں کی جا سکتی تھیں کہ جن کے بعد عرب کے لئے کسی قسم کا خطرہ باقی نہ رہتا مگر بوجہ اس کے کہ سلطان ابن سعود یوروپین اصطلاحات اور بین الاقوامی معاملات سے پوری واقفیت نہیں رکھتے انہوں نے الفاظ میں احتیاط سے کام نہیں لیا اور اس میں انہوں نے عام مسلمانوں کا طریق اختیار کیا ہے۔ مسلمان ہمیشہ

دوسرے پر اعتبار کرنیکا عادی

ہے۔ حالانکہ معاہدات میں کبھی اعتبار سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ بلکہ سوچ سمجھ کر اور کامل غور و فکر کے بعد الفاظ تجویز کرنے چاہئیں۔ گو میں سمجھتا ہوں یہ معاہدہ بعض انگریزی فرموں سے ہے حکومت سے نہیں اور ممکن ہے جس فرم نے یہ معاہدہ کیا ہے اس کے دل میں بھی دھوکا بازی یا غداری کا کوئی خیال نہ ہو مگر الفاظ ایسے ہیں۔ کہ اگر اس فرم کی کسی وقت نیت بدل جائے۔ تو وہ سلطان ابن سعود کو مشکلات میں ڈال سکتی ہے۔ مگر یہ سمجھنے کے باوجود ہم نے اس پر شور مچانا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ ہم نے خیال کیا کہ اب سلطان کو بدنام کرنے سے کیا فائدہ۔ اس سے سلطان ابن سعود کی طاقت کمزور ہو گی اور جب ان کی طاقت کمزور ہو گی تو عرب کی طاقت بھی کمزور ہو جائیگی۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ

دعاؤں کے ذریعہ سے سلطان کی مدد

کریں۔ اور اسلامی رائے کو ایسا منظم کریں کہ کوئی طاقت سلطان کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی جرأت نہ کر سکے۔ پس خانہ کعبہ۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے متعلق جو ہمارے جذبات ہیں ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ دوسروں کی نسبت بہت زیادہ سخت ہیں اور اگر اس میں کسی کو شبہ ہو۔ تو میں اس کے لئے بھی وہی تجویز پیش کرتا ہوں جو پہلے امر کے متعلق پیش کر چکا ہوں کہ اس قسم کا اعتراض کرنے والے آئیں اور

ہم سے مباہلہ کر لیں

ہم کہیں گے کہ اے خدا مکہ اور مدینہ کی عظمت ہمارے دلوں میں قادیان سے بھی زیادہ ہے ہم ان مقامات کو مقدس سمجھتے اور ان کی حفاظت کے لئے اپنی ہر چیز قربان کرنیکے لئے تیار ہیں۔ لیکن اے خدا اگر ہم دل سے یہ نہ کہتے ہوں بلکہ جھوٹ اور منافقت سے کام لے کر کہتے ہوں اور ہمارا اصل عقیدہ یہ ہو کہ مکہ اور مدینہ کی کوئی عزت نہیں یا قادیان سے کم ہے تو تو ہم پر اور ہماری بیوی بچوں پر عذاب نازل کر۔ اس کے مقابلہ میں

احرار اٹھیں

اور وہ یہ قسم کھا کر کہیں کہ ہمیں یقین ہے کہ احمدی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے دشمن ہیں اور ان مقامات کا گرنا اور ان کی اینٹ سے اینٹ بجائی جانا احمدیوں کو پسند ہے پس اے خدا اگر ہمارا یہ یقین غلط ہے اور احمدی مکہ و مدینہ کی عزت کرنے والے ہیں تو تو ہم پر اور ہمارے بیوی بچوں پر عذاب نازل کر۔ وہ اس طریق فیصلہ کی طرف آئیں اور دیکھیں کہ خدا اس معاملہ میں اپنی قدرت کا کیا ہاتھ دکھاتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہوں تو یاد رکھیں

جھوٹ اور افترا

دنیا میں کبھی کامیاب نہیں کر سکتا۔ وہ مت خیال کریں کہ وہ آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کے نمائندہ ہیں اور اس اعتراض میں کروڑوں مسلمان انکے ہمنوا ہیں۔ خدا تعالیٰ نے انہیں تھوڑے ہی دنوں میں دکھا دیا ہے کہ ان کا یہ دعوٰی بالکل جھوٹا ہے۔ ابھی چند ہفتے ہوئے میں نے اسی ممبر پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ زمین احرار کے پاؤں تلے سے نکلی جا رہی ہے اور میں ان کی شکست ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔ اب دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ زمین ان کے پاؤں سے نکل گئی۔ پس وہ کروڑوں نہیں اور مسلمان ہرگز ان کے ساتھ شریک نہیں۔ بے شک مسلمانوں میں چور اور ڈاکو بھی ہیں۔ لیکن عام حالت ان کی یہ ہے کہ جس وقت خدا تعالیٰ کا نام ان کے سامنے لیا جاتا ہے ان کے دل

خدا تعالیٰ کے خوف سے کانپ اٹھتے

ہیں۔ پس میں نہیں سمجھتا کہ آٹھ کروڑ تو چھوڑ ایک کروڑ مسلمان بھی اس اعتراض میں احرار کے ہمنوا ہوں۔ یقیناً وہ ان سے جدا ہیں۔ مگر جو بھی انکے ساتھ شامل ہیں میں انہیں کہتا ہوں کہ اس جھوٹ سے کوئی فائدہ نہیں۔ ایک خدا ہے جو آسمان پر موجود ہے اور جو جھوٹوں پر اپنی لعنت ڈال کر انہیں تباہ و برباد کیا کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے اس جھوٹے اور ناپاک پراپیگنڈا سے باز نہیں آئیں گے۔ اور اگر وہ الزام تراشی اور کذب بیانی کو نہیں چھوڑ ینگے تو خدا انہیں اور زیادہ ذلیل اور رسوا کریگا۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن۔ ۳۰ اگست۔ ایک درباری اعلان مظہر ہے۔ کہ ملک معظم کے تیسرے شہزادہ ڈیوک آف گلاسٹر کا عقد نکاح لیڈی الوئیس مانٹیگو ڈگلس سکاٹ سے جو ڈیوک اوف بکلوچ کی صاحبزادی ہیں۔ قرار پایا ہے۔

بولزانو ۳۱ اگست۔ سائنور مسولینی نے اٹلی کی افواج کے متعلق تقریر کرتے ہوئے کہا۔ دو لاکھ سے زائد اطالوی ہر وقت ہر قسم کی صورت حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے بلائے جا سکتے ہیں۔ اہل عالم کو جان لینا چاہئے۔ کہ جب تک لوگ اٹلی کے مخالفین کی مدد پر کمربستہ رہیں گے ہم ایک سپاہی۔ ہوا باز یا جہاز ران بھی اپنی افواج سے علیحدہ نہیں کریں گے۔

عدیس آبابا ۳۱ اگست۔ تنازعہ ابی سینیا کے پرامن سمجھوتہ کے عدم امکانات کے پیش نظر ابی سینیا کے سرکاری حلقوں میں افسردگی کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں۔ عوام میں بمباری کی صورت میں خود حفاظتی کے طریق استعمال کرنے کے حکم پر تشویش پیدا ہو گئی ہے۔ پہاڑی علاقہ میں فوج بڑھا دی گئی ہے۔ جو ۳ لاکھ سے لے کر ۴ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ خندقیں کھودی جا رہی ہیں۔ بعض مقامات پر قلعے تعمیر کئے جا رہے ہیں۔

تھیا گلی ۳۱ اگست۔ سرحد پار کی صورت حالات میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ حملہ آوروں کے لشکروں میں چندے اضافہ ہو گیا ہے۔ بعض صلح کے آرزو مند ہیں۔ بادشاہ گل نے ان کے اس رجحان کو روکنے کے لئے سر توڑ کوشش کی ہے اور اب اپنے آپ کو قبیلہ مہمند کے تمام طبقوں کا سردار تسلیم کرانے میں ساعی ہے۔

لنڈن ۳۱ اگست۔ عدیس آبابا کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ شہنشاہ حبشہ نے ایک اینگلو امریکن کمپنی کو ابی سینیا میں دھات کی کانیں اور تیل کے ذخائر کھودنے کے لئے بہت سی مراعات دی ہیں۔ اس پر کئی لاکھ سٹرلنگ صرف ہونگے۔

شملہ ۳۱ اگست۔ ایک پریس کمیونک جاری کیا گیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ آئندہ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے حلقہ ہائے انتخاب کے تعین کے متعلق تجاویز پر ڈی لیمیٹیشن کمیٹی ۱۲ اکتوبر سے ۵ اکتوبر تک غور کرے گی۔ ہر وہ ایسوسی ایشن یا فرد جو اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہے۔ تیس ستمبر سے پہلے پہلے تحریری طور پر کر سکتا ہے۔ اور اس قسم کی ہر درخواست کی دو کاپیاں ہوں اور ریفارم کمشنر پنجاب شملہ کے نام بھیجی جائیں۔

راولپنڈی ۳۰ اگست۔ جامع مسجد راولپنڈی میں احرار کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جونہی صدر جلسہ نے احرار کی پوزیشن کو صاف کرنا چاہا۔ ہر طرف سے اس پر سوالوں کا تانتا بندھ گیا۔ انتہائی کوشش کے باوجود وہ اپنی تقریر کو جاری نہ رکھ سکا۔ تصادم کو روکنے کے لئے صدر نے اجلاس ملتوی کر دیا۔

کوئٹہ ۳۰ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ اگر مکانات کے مالکوں کی ایک معتدبہ تعداد جمع ہو گئی۔ تو آئندہ ماہ کے پہلے ہفتہ میں باقاعدہ کھدائی شروع ہو جائے گی۔ ابھی تک بہت کم لوگوں نے مطالبات بھیجے ہیں۔

صفا (بذریعہ ڈاک)۔ عسیر سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ قبائل بنی مالک نے حکومت سعودیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔ مکہ اور ریاض سے سعودی لشکر روانہ ہو گئے ہیں۔ تاکہ اس بغاوت کو فرو کیا جائے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تصادم کے دوران میں قبیلہ بنی مالک کے بہت سے اشخاص کام آئے۔ اور بغاوت فرو نہیں ہوئی۔

سدّ اقمو (ابی سینیا) ۳۱ اگست والکائیٹ سے حبش سے اور اطالوی افواج میں جنگ کی اطلاع موصول ہوئی ہے وجہ یہ ہے۔ کہ والکائیٹ سے شمال مغرب میں اطالوی لشکر فرو کش تھا۔ حبشی افواج کے کمانڈر نے ایک ندی کا رخ بدل کر اس طرف کر دیا۔ جس سے اطالوی کیمپوں میں سیلاب آ گیا۔ اور لشکر کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ جب لشکر پیچھے ہٹ رہا تھا۔ تو حبشی قبائل نے عقب سے اس پر حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں چالیس اطالوی سپاہی اور بیس حبشی ہلاک ہوئے۔ حکومت حبشہ اس حادثہ کو آزاد قبائل کی طرف منسوب کر کے اپنی ذمہ داری سے سبکدوشی کا اعلان کر رہی ہے۔

شملہ ۳۰ اگست۔ حکومت برطانیہ کے دفتر خارجہ کی طرف سے ایک کمیونک شائع ہوا ہے۔ جس کے ذریعہ ان برطانوی باشندوں کو جو اٹلی یا ابی سینیا کی فوج میں بھرتی ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ متنبہ کیا گیا ہے کہ ممالک غیر کی افواج میں بھرتی ہونیکے قانون مجریہ ۱۸۷۰ء کی رو سے ایسا کرنا جرم ہے۔

لاہور ۳۱ اگست۔ معلوم ہوا ہے اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ سکھ ارکان اسمبلی سے گفت و شنید کر کے مسجد شہید گنج کے متعلق اسمبلی میں تحریک التوا پیش کریں گے۔ اور تحریک کریں گے کہ محکمہ پولیس میں ہندوؤں اور سکھوں کو ترجیح دی جائے۔

پیرس ۳۰ اگست۔ فرانس کے پیبر منسٹر نے بیکاری کو دور کرنے کے لئے اپنی تدابیر کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس سال کے پہلے تین مہینوں میں دس ہزار غیر ملکی کاریگروں کو فرانس سے باہر نکال دیا جائے گا۔

انگورہ ۳۰ اگست۔ پولینڈ۔ جرمنی اور جاپان میں ایک خفیہ معاہدہ ہوا ہے کہ تینوں حکومتیں مل کر روس پر حملہ کریں۔ اس سلسلہ میں معلوم ہوا کہ روسی سفیر مقیم انگورہ نے ترکی وزیر خارجہ سے ملاقات کی۔ عنقریب ترکی کابینہ کا اجلاس منعقد ہوگا۔ جس میں بلقان کانفرنس کے متعدد ممبر وزیر اعظم رومانیہ۔ زیگوسلاویہ اور یونان کو بھی مدعو کیا جائے گا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر جاپان۔ پولینڈ اور جرمنی نے روس کی طرف اقدام کیا۔ تو رومانیہ۔ بلغاریہ۔ زیگوسلاویہ یونان اٹلی اور ترکی روس کا ساتھ دیں گے۔

شملہ ۳۰ اگست لیجسلیٹو اسمبلی کے آئندہ اجلاس کے پہلے دن ترمیم قانون ضابطہ فوجداری صوبجاتی دیوالیہ قانون کی ترمیم۔ ترمیم قانون نوح ہندوستانی ہندوستانی موٹر گاڑیوں کے قانون کی ترمیم وغیرہ کے مسودات پیش کئے جائیں گے۔

اخبار "سیاست" ۲ ستمبر لکھتا ہے کہ لدھیانہ میں انجمن تحفظ مساجد کی طرف سے پوسٹر بعنوان "مطالبہ حق" چسپاں تھے۔ صدر احرار حبیب الرحمٰن کا بیٹا انہیں اتارنے لگا۔ مسلمانوں نے اسے گردن سے پکڑ کر سخت دھتکار بتائی۔ اور کہا۔ کہ تم کمینے ہتھیاروں پر اتر آئے ہو۔ آئندہ تمہاری صورت ادھر نظر نہ آئے۔ ورنہ سخت برا ہوگا۔

لاہور ۳۱ اگست۔ گذشتہ جمعہ شاہی مسجد کے قریب چند سکھوں نے مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے ایک بکرے کا جھٹکا کیا تھا۔ اس سلسلہ میں معلوم ہوا ہے۔ کہ پولیس نے دو سکھوں کو گرفتار کر کے ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔ اور ان کا چالان عدالت میں پیش کیا گیا ہے۔

راولپنڈی ۳۰ اگست۔ اخبار "زمیندار" یکم ستمبر رقمطراز ہے۔ کہ جامع مسجد راولپنڈی میں تحریک مسجد شہید گنج کے متعلق مسلم زعماء نے تقریریں کیں۔ جن سے متاثر ہو کر مقامی مجلس احرار کے فنانشل سیکرٹری مجلس احرار سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے مجلس سے مستعفی ہو گئے۔ مقامی مجلس احرار کے تمام ارکان کی اکثریت مستعفی ہو چکی ہے۔

لنڈن ۳۰ اگست۔ برطانوی وفد جو لیگ کونسل میں شمولیت کیلئے جنیوا جا رہا ہے سر سیموئل ہور۔ مسٹر ایڈن۔ مسٹر برگن اور دیگر

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی